تلاوت قرآن

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک

دوسری قسط

یہاں ایک اہم بات عرض کرتا چلوں کہ میں یہاں تلاوت و قرآت کی بات کر رہا ہوں، تفسیر کی بات نہیں کر رہا۔ صحابہ کرام نے تلاوت قرآن کا کام کثرت سے کیا ہے۔ جبکہ تفسیر کا کام تو بہت کم صحابہ کرام نے کیا ہے۔ ایک صحابی بھی ایسا نہیں جو روزانہ قرآن مجید کو سمجھ کے نہ پڑھتا ہو اور ہفتے میں ایک مرتبہ قرآن کریم ختم نہ کرلیتا ہو اور تلاوت ہمارے یہاں کے حفاظ کی طرح جلدی جلدی نہیں کی جاتی بلکہ ترتیل سے ہوتی تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ورتل القرآن ترتیلا

قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو (اس طرح کہ ایک ایک حرف الگ الگ ہو)۔ (مزمل - ۴)

قابل توجہ بات یہ ہے کہ اگر اس سے بڑا کوئی عمل ہوتا تو رسول اکرمؐ ضرور اسے اختیار فرماتے اور

صحابہ کرام کو بھی اسی پر مامور فرماتے۔ لیکن آپؐ نے زندگی بھر یہی کام کیا۔ آپ نے زیادہ سے زیادہ تلاوت قرآن کا عمل اختیار کیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

یایھاالمزمل قم الیل الا قلیلا نصفه او انقص منه قلیلا ورتل القرآن ترتیلا

اے اوڑھنے والے ! رات کو قیام کیجئے ۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ اور اس قیام کے دوران میں قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کے پیار اور محبت سے فکر اور تدبر سے پڑھئے۔

یہاں حضور نے زندگی بھر صرف یہی کام کیا۔ آپؐ کے مختلف مواقع پر کئے جانے والے وظائف اپنی جگہ لیکن مستقل اور ہمیشہ کا وظیفہ قرآن مجید تھا۔ اس کو ٹھہر ٹھہر کے آرام اور توجہ سے دل لگا کر پڑھنا، ایک ایک حرف، ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ کو اپنے دل کے اندر اتار کے پڑھنا، محمدؐ عربی کا زندگی بھر کا یہی معمول رہا اور یہی معمول صحابہ کرام کا تھا۔

صحابہ کرام کی روحانیت

صحابہ کرام کی روحانیت تین کاموں پر مبنی تھی۔ نماز اور جہاد ۔ باقی سب کام بھی ساتھ ساتھ چلتے لیکن ان کا درجہ ثانوی ہو جاتا۔ فرض نماز کو باجماعت ادا کرنے پر صحابہ نے جس قدر زور دیا ہے، اس سے زیادہ کسی بات پر زور نہیں دیا۔ اس کے بکثرت تلاوت میں تمام صحابہ ایک دوسرے سے سبقت فرماتے۔ ان کی تلاوت یہ تھی کہ تدبر اور تذکر کے ساتھ پڑھتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

کتب انزلنه الیک مبٰرک لیدبرو آیته ولیتذکر اولواالالباب

یہ کتاب جو ہم نے نازل کی ہے بابرکت ہے تاکہ لوگ اس کی
آیتوں میں غور کریں اور عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں
(اس کے مطابق زندگی گزاریں) (ص-۲۹)

جہاد کی ابتداء یہ ہے کہ آدمی دین سیکھنا اور سکھانا شروع کر دے اور انتہا یہ ہے کہ اس کام میں جان قربان کر دے۔ باقی درمیان کے سب درجے جہاد شمار ہوتے ہیں۔ مگر ہم نے ان تینوں کاموں کا یہ حشر کیا کہ ان کو چھوڑ دیا۔ نماز کے بارے میں حدیث شریف ہے:

"تمہاری نماز میں تمہارا حصہ وہی ہے جو تم نے سمجھ کے پڑھا"۔

یہ کوئی جنتر منتر تو ہے نہیں کہ اسے بغیر سوچے سمجھے پڑھ لیا۔ اس مرحلے سے ذرا اور آگے بڑھے تو یہ حال ہوگیا کہ فرض نماز آئی اور گزر گئی۔ آج کل بڑے بڑے بزرگ بھی یہی عمل کرتے نظر آتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نماز چھوٹ گئی۔ یہاں تک کہ اب ان میں سے بعض کو (نعوذ باللہ) نماز کی حاجت نہیں۔ سید الانبیاء محمد رسول ﷺ کو زندگی کے آخری لمحے تک نماز کی حاجت رہی۔ مرض الموت تک مسجد میں اس طرح تشریف لاتے۔ کہ دو صحابہ کرام نے دائیں بائیں سے سہارا دے کر تقریباً اٹھایا ہوا ہوتا اور آپؐ کا پاؤں زمین پر گھسٹتا ہو چلتا اور گھر سے لے کر مسجد کی صف تک پاؤں کے انگوٹھے سے ایک لکیر سی کھنچ جاتی۔ غرضیکہ آخری لمحہ تک نماز نہ چھوٹی۔

صحابہ کرام تلاوت کرتے ہوئے گھنٹوں تک روتے رہتے تھے اور انہیں تلاوت کرتے ہوئے وجد آجایا کرتا تھا۔ امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ پوری رات ایک آیت کی تلاوت کرتے رہے اور روتے رہے۔ یہ سورہ یاسین کی آیت تھی۔

وامتازوا الیوم ایھا المجرمون

"اے مجرمو! آج تم علیحدہ ہو جاؤ۔" (یاسین -۵۹)

حضورؐ اور صحابہ کرام کے ذوق کا یہ عالم تھا کہ انہیں وجد بھی قرآن مجید کی آیت پر آتا اور ان کے

آنسو قرآن کی آیات کی وجہ سے بہتے تھے۔ ایک صحابیؓ سے حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن مجید سناؤ۔ انہوں نے تلاوت کی تو حضور اکرمؐ رونے لگے۔

حکیم الامت علامہ اقبال نے کیا خوب بات کہی:

صوفی پشمینہ پوش و حال مست
از شراب نغمہ ء قوال مست

ترجمہ: ہمارے ہاں کا صوفی جس نے پشمینہ پہن رکھا ہے عجب حال میں مست ہوگیا۔ اسے قرآن پر وجد نہیں آتا لیکن جب قوال سنتا ہے تو اسے وجد آنے لگتا ہے۔

آتش از شعر عراقی در دلش
در نمی سازد بقراں محفلش

ترجمہ: عراقی کے شعر سے تو اس کے سینے میں آگ اٹھتی ہے۔ اس کی محفل میں اگر کوئی چیز جگہ نہیں پاتی تو وہ قرآن ہے۔

بایاتش ترا کارے جز ایں نیست
کہ از یسین او آسان بمیری

ترجمہ: قرآن کی آیات سے تمہیں بس اتنا کام رہ گیا ہے کہ سورہ یاسین پڑھو اور تمہیں مرنے میں آسانی ہو جائے گی۔

بغیر سمجھے تلاوت قرآن کی حیثیت

تلاوت قرآن کے نتیجہ میں ثواب سے متعلق جتنی احادیث ہیں، یہ اس دور کی ہے جب غیر عرب بھی دین اسلام کے دائرے میں داخل ہو رہے تھے۔ مثلاً" حضرت سلمان فارسی عربی نہیں جانتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ تلاوت قرآن چھوڑو۔ ہاں، جب عربی سیکھ جاؤ تو سمجھ کے پڑھ لینا۔ کچھ ایرانیوں نے اسلام قبول کیا۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ ان کے لئے نماز کا ترجمہ فارسی میں کردو۔ یہ اس لئے کہا گیا کہ

وہ لوگ نماز کو پورے فہم کے ساتھ ادا کریں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا کہ حضورؐ نے انہیں فارسی میں نماز پڑھنے کی اجازت صرف قلیل مدت کے لئے مرحمت فرمائی تاکہ اتنے عرصہ میں یہ لوگ عربی میں شدبد حاصل کر کے عربی میں نماز پڑھنا سیکھ لیں۔ ایسے ہی وہ ساری احادیث ہیں جن مین فرمایا گیا کہ قرآن مجید کی تلاوت بغیر ترجمہ جائز ہے۔

سیدھی سی بات ہے قرآن مجید دنیا میں اس لئے نازل کیا گیا کہ اس کی تلاوت کی جائے۔ اس کو سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ اگر عربی سے ناواقفیت خدانخواستہ سرے سے ترک قرآن کا سبب بننے لگے تو ایسی صورت میں اجازت دے دی جاتی ہے کہ جب تک عربی زبان نہیں آتی اس وقت تک کے لئے قرآن کو بالکل نہ چھوڑو' بلکہ جیسے بن پڑتا ہے' بلا ترجمہ تلاوت کرتے جاؤ' پھر بھی اجر ملے گا۔ اگر عربی زبان کے ابجد سے بھی آگاہ نہیں تو فرمایا کہ عربی زبان اور اس کی ابجد کو جلد از جلد سیکھ لو لیکن اس دوران بھی قرآن مجید سے کنارہ کشی اختیار نہیں کرنا۔ قرآن کو اٹھا کے حسرت کی نگاہوں سے صفحہ الٹ پلٹ کے دیکھتے رہنا۔

ارشاد رسول اکرمؐ ہے :

"قرآن پر نظر ڈالنا بھی عبادت ہے" لوگوں نے زندگی بھر کا یہ وطیرہ بنا لیا کہ صبح اٹھے' قرآن کھولا اور ہر سطر پر انگلی پھیرتے گئے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے گئے۔ قرآن مجید صرف حسرت بھری نظر سے دیکھتے رہنے یا بغیر سمجھے بھی تلاوت کرتے رہنے کی اجازت صرف قلیل مدت کے لئے تھے۔ بعینہ اس طرح جیسے حضرت سلمان فارسی کی ساتھیوں کو تھوڑے عرصے کے لئے فارسی میں نماز ادا کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی گئی۔ ورنہ فارسی یا کسی دیگر زبان میں نماز ادا کرنا جائز نہیں۔ نماز صرف عربی زبان میں ہوتی ہے۔ سورہ فاتحہ اور قرآن سب اسی (عربی) زبان میں پڑھا جائے گا۔ ہم نے زندگی کا یہ وطیرہ بنا لیا ہے کہ یا تو سطروں پر انگلیاں پھیرتے رہیں گے اور اگر تلاوت کریں گے بھی تو بغیر سمجھے۔ ذرا غور کیجئے یہ سلوک جو ہم نے قرآن مجید فرقان حمید کے ساتھ روا رکھا ہے. اگر یہی سلوک ہم اپنے کسی

محبوب کی خط کے ساتھ کریں۔ مثلاً" آپ کے والد صاحب آپ کو تار دیں کہ بھئی مجھے اس ماہ کی فلاں تاریخ کو فلاں وقت لاہور ائرپورٹ سے لے لینا۔ اب آپ اس کاغذ پر خوشبو لگائیں' اسے سبز غلاف میں لپیٹ رکھیں اور لے جا کر کسی انگریز کو دکھائیں کہ اس کی تلاوت کر کے مجھے سناتے جاؤ' ترجمہ کی قطعاً" ضرورت نہیں ایسی صورت میں والد صاحب بے چارے پہلے ائرپورٹ پر انتظار کریں گے اور جب گھر پہنچیں گے تو خوب خبر لیں گے۔

ہمارے زوال کا سب سے بڑا سبب قرآن مجید سے لا تعلقی ہے اور قرآن مجید سے لا تعلقی کا آخرت اور اس دنیا کے اندر ذلت کا باعث فرمایا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وقال الرسول یٰرب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

رسول اکرمؐ (قیامت کے دن) یوں کہیں گے' اے میرے پروردگار

! میری قوم نے قرآن پاک کو چھوڑ دیا تھا۔(الفرقان ۔۳۰)

قرآن کو چھوڑ دینا یہ ہے کہ کبھی اس کو ہاتھ نہ لگایا جائے اور قرآن کو چھوڑ دینا یہ بھی ہے کہ کبھی اس کے مفہوم پر غور نہ کیا جائے۔ اس لئے راقم یہ فتویٰ دینے میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتا کہ جس شخص کو زندگی بھر کے پروگرام میں قرآن پاک باترجمہ پڑھنا شامل نہیں' وہ حقیقی معنوں میں مسلمان نہیں اور وہ انہی لوگوں کی صف میں ہوگا جن کے متعلق قیامت کے روز یہ استغاثہ دائر ہوگا کہ "یہی وہ قوم کے لوگ ہیں جنہوں نے قرآن پاک چھوڑ دیا تھا"۔

آپ اللہ کے ہاں اپنا جواب سوچ رکھیے حکیم الامت حضرت ڈاکٹر اقبال صحابہ کرام کے بارے میں فرماتے ہیں :

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر !

تمہاری خواری اور ذلت کا سبب قرآن کو چھوڑ دینا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں :

خوار از مہجوری قرآن شدی
شکوہ سنج گردش دوران شدی

تو گردش دوران کا شکوہ کرتا ہے اور مختلف اسباب کو اپنے زوال کا سبب بناتا ہے۔ اور تو نادان ہے۔ در اصل صرف قرآن کو چھوڑنے کی وجہ سے تو خوار ہوا ہے۔

پھر فرماتے ہیں :

سبب کچھ اور ہے جس کو تو خود سمجھتا ہے
زوال بندہ مومن کا بے زری سے نہیں

یہی شکوہ قرآن مجید کے اندر ان لوگوں کے بارے میں موجود ہے جو اس دنیا میں ذلت کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہود کے بارے میں اور پھر مسلمانوں کے بارے میں بھی آگے چل کر یہی فرمایا کہ ان اہل کتاب کا جرم یہ ہے کہ انہوں نے کتاب کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

مثل الذین حملوا التوراة لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا"

جن لوگوں پہ تورات (قبول کرنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ذمہ داری) کا بوجھ ڈالا گیا پھر انہوں نے اس (کے بار تعمیل) کو نہ اٹھایا، ان کی مثال گدھے کی سی ہے جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں۔ (الجمعہ -۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینٰت والھدٰی من بعد ما

بینہ للناس فی الکتٰب اولئک یلعنھم اللّٰہ ویلعنھم اللعنون

وہ لوگ جو ان حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض سے) چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے ان لوگوں کے (سمجھانے کے لئے) اپنی کتاب کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔ ایسوں پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں ۔ (البقرہ - ۱۵۹)

دیکھئے ! یہ وہ کتاب ہے جس کو حق تعالیٰ نے واضح کر کے ہمارے طرف نازل کیا۔ اگر ہم اس کو زمانے کے سامنے پیش نہ کریں اور خزانے کے سانپ بن کر اس کے اوپر بیٹھ جائیں تو اس بارے میں یہ وعید آئی کہ اللہ ایسے لوگوں کے اوپر لعنت بھیجتا ہے۔

امام مالک نے ایک قاعدہ بیان کر دیا :

''اس امت کے آخری حصے کے لوگوں کے اصلاح بھی اسی طرح ہوگی جس طرح پہلے لوگوں کی ہوئی تھی۔'' جس چیز سے صحابہ کرام کی اصلاح ہوئی اسی چیز سے بعد والوں کی بھی اصلاح ہوگی۔ اگر پہلے والوں کی اصلاح قرآن سے ہوئی تو آخر والوں کی اصلاح بھی قرآن مجید فرقان حمید ہی سے ہوگی۔ راقم جس چیز کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید سمجھنے کے لئے تھوڑی سی عربی زبان سیکھ لیں تاکہ آپ قرآن مجید کی تلاوت سمجھ کے کر سکیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچے۔ جب تک پیغام نہیں پہنچے گا تب تک اس پر عمل کی کوئی صورت ممکن نہیں اور پیغام اسی وقت پہنچے گا جب سمجھ میں آئے گا۔

اسی لئے فرمایا :

ان قرآن الفجر کان مشھودا

(فجر کی نماز پر پکے رہنا) بے شک صبح کے وقت قرآن کا پڑھنا

(ہمارے) مشاہدہ (اور نظر کرم) کا باعث ہے۔ (بنی اسرائیل-۷۸)

یہ قرآن ہی تو ہماری تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ یہ اپنے بارے میں کہتا ہے "سینوں میں جو کچھ بھی ہے' سب کا علاج یہی ہے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمة للمومنین

اور ہم نے قرآن (کے ذریعے) سے وہ چیز نازل کرتے ہیں جو مومنوں کے لئے شفاء اور رحمت ہے (بنی اسرائیل-۸۲)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

افلا یتدبرون القرآن ام علٰی قلوب اقفالھا

قرآن میں یہ لوگ تدبر کیوں نہیں کرتے' کیا ان لوگوں کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں۔ (محمد-۲۴)

یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس بات کے مخاطب ہم ہیں' جنھوں نے قرآن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ رکھا ہے کہ اسے تو صرف چہلم' سوئم یا پھر کسی موت کے وقت پڑھنا ہے۔ یعنی کوئی جان بہ لب ہے تو سورہ یٰسین پڑھ ڈالو۔

عبداللہ بن عمر بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

انسان کے دل پر زنگ لگ جاتا ہے بالکل اسی طرح جس طرح لوہے پہ پانی پڑنے سے زنگ لگتا ہے ۔ عرض کیا: یا رسول اللہؐ پھر یہ زنگ کیسے دور کیا جاسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ دو چیزیں' ایک موت کا ذکر کثرت سے کیا کرو اور دوسرے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو۔

قرآن مجید اپنے بارے میں ایک دعویٰ کرتا ہے اس کے بارے میں ذرا غور کیجئے:

الر کتٰب انزلنٰه الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی

النور

(یہ) ایک (پرنور) کتاب ہے اس کو ہم نے تم پر اس لئے نازل کیا
ہے کہ لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاؤ۔

(ابراہیم -۱)

اور آج اگر آپ اندھیروں سے نکل کر روشنی میں آنا چاہتے ہیں تو پھر اتنی عربی تو سیکھ لیں کہ قرآن سمجھ میں آنے لگے اور پھر کثرت سے اس کے تلاوت شروع کردیں تو ظلمت کے اندھیرے چھٹ جائیں گے۔

ہماری مثال تو ایسے لوگوں کے سی ہے جو کسی دور دراز سرحدی چوکی پر محافظ کے طور پر متعین ہوں اور اپنی ڈیوٹی سے غیر حاضر ہو جائیں۔ چند چور ڈاکو بہروپے پولیس کی وردی میں وہاں پر چارج سنبھال لیں اور ملی بھگت سے وہاں چوری اور ڈاکے کی کھلی اجازت دے دیں اور ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ شریف آدمی کا جینا ہی دو بھر ہو جائے۔ غور کیجئے کہ اس لاقانونیت کا ذمہ دار کون ہوگا؟ آپ چوکی سے غیر حاضر ہونے والے عملہ کو اس ساری صورت حال کا ذمہ دار قرار دیں۔

دوستو! یہ آپ کی اور ہم سب کی ذمہ داری تھی کہ اتنی عربی پڑھ لیتے کہ قرآن مجید کو سمجھنے کے قابل ہو جاتے۔ یہ منبر و محراب ہی تو ہماری چوکیاں ہیں۔ ہم لوگ اپنی جگہ سے غیر حاضر ہیں۔ اس کی جواب طلبی ہم سے ہوگی۔ ہم نے قرآن مجید نہیں پڑھا' ہم کلام پاک کی ترجمے سے دور ہیں حالانکہ اس امر کے لئے یہ شرط قطعاً" ضروری نہیں کہ پہلے پورا قرآن پڑھیں' عالم دین بنیں اور پھر تبلیغ دین کے کام کا آغاز کریں۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے :

بلغوا عنی ولو آیة

اگر صرف ایک آیت تمہیں آتی ہے تو اسے بھی آگے پہنچاؤ

(ترمذی)

آپ قرآن مجید فرقان حمید کو سیکھنے کے لئے وقت نکالیے ورنہ اپنے اندر نبی کریمؐ کا درج ذیل استغاثہ پڑھنے کا حوصلہ پیدا کیجئے:

وقال الرسول یرب ان قومی اتخذوا هذا القران مهجورا

اے پروردگار! یہ ہے میری قوم جس نے قرآن پڑھنا ترک کر دیا تھا۔

مجھے یقین ہے کہ دین اسلام کسی سیاسی رستے سے نہیں آئے گا۔ مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ کسی مارشل لاء یا کسی ڈکٹیٹر شپ یا کسی اور ذریعے سے دین کا آغاز ناممکن ہوگا۔ دین سے حکومت آیا کرتی ہے، حکومت کے ذریعے دین کے کبھی نافذ ہوتے نہیں دیکھا گیا اور دین قرآن کے علاوہ کسی اور رستے سے نہیں آئے گا۔ ہم صرف اور صرف قرآن ہی کے ذریعے سے مسلمان بنیں گی اور اللہ سے جو قرب کا ذریعہ ہے وہ قرآن ہے اور کوئی نہیں۔

تاریخ کے اوراق میں شہزادی زیب النساء کا ذکر ملتا ہے جو اورنگزیب عالمگیر کی عزیزہ تھی۔ اچھی شاعرہ تھی، شاعر اور ناقدین ایک دن اس بات پر بضد ہوگئے کہ ملکہ کی زیارت کریں گے۔ ملکہ چونکہ پردہ دار خاتون تھیں انہوں نے اس خواہش کے جواب میں ایک شعر لکھ بھیجا:

در سخن مخفی منم چوں بوئے گل در برگ گل
ہرکہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

یعنی میں اپنے کلام میں یوں چھپی ہوئی ہوں جیسے پھول کی پتیوں میں خوشبو ہوتی ہے۔ جو مجھ سے ملنا چاہتی ہے وہ میرے کلام کا مطالعہ کر لے۔ یہ شعر جب طالبان دید نے پڑھا تو ان پر سکتہ طاری ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ ملکہ نے آج ہمیں اہم نکتہ سمجھا دیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالی بھی تو پردہ نشین ہیں، وہ بھی تو یہی فرماتی ہیں: میرے قریب آنا چاہتے ہو تو مجھے میرے کلام میں ڈھونڈ لو۔

حضرت علامہ اقبال نے بھی حضرت محمدؐ سے مخاطب ہوتے ہوئے بار بار یہی کہا ہے کہ ''اگر میرا ایک شعر بھی کلام اللہ سے ہٹا ہوا ہے تو مجھے قیامت کے روز ذلیل و رسوا کر دیجئے گا اور مجھے اپنے پاؤں کے بوسوں سے محروم کر دیجئے گا۔ نیز ارشاد فرمایا:

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآن زیستن

اگر تمہاری خواہش ہے کہ قرآن کے بغیر زندہ رہو تو یہ بالکل ناممکن امر ہے۔

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست' چیزے دیگر است

یعنی میرے سینے میں ایک راز ہے جو فاش کر دیتا ہوں اور وہ یہ کہ قرآن فقط ایک کتاب ہی نہیں بلکہ کوئی اور چیز بھی ہے اور یہ وہ چیز ہے کہ

چوں بجاں در اوست جاں دیگر شود
جاں چوں دیگر شد' جہاں دیگر شود

یہ کتاب جب جان کے اندر چلی جاتی ہے تو پھر جان کوئی اور چیز بن جاتی ہے اور جب جان بدل کر اس کتاب کے اندر رنگ میں ڈھل جاتی ہے تو پھر اس کی پوری دنیا ہی بدل جاتی ہے۔

☆☆ ☆☆ ☆☆